عرب جمہوریہ مصر ۱۸ ربیع اول ۱۴۴۱ھ

وزارت اوقاف ۱۵ نومبر ۲۰۱۹ء

اسلام عمل اور کردار کا نام: تابعین کی زندگی سے چند مثالیں

اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو چن لیتا ہے جو اخلاصِ نیت کے ساتھ دینِ الٰہی اور پیغامِ خداوندی کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اس امت کے بہترین لوگ صحابہء کرام، ان کے بعد تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے "۔ یہ وہ بَرگُزِیدَہ ہستیاں ہیں جنہیں بہترین لوگ قرار دیا ہے اور انہوں نے علم کی امانت کا بیڑہ اٹھاتے ہوئے دین میں غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کی علمی بد دیانتی اور جاہلوں کی تاویلات کا رد کیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ان کی تعریف کی، انہیں اصحاب رسول کی صحبت کا شرف بخشا، اور ان سے راضی ہوتے ہوئے ان سے جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ارشاد باری ہے: {وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ} "اور مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالی نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے"۔

تابعین نبی کریم صلی اللہ کے زمانے کے سب سے زیادہ قریب ہیں یہ لوگ صحابہ کرام کے بعد آنے والی نسل ہے اور تبع تابعین، تابعین کے بعد آنے والی نسل ہے۔

تابعین نے صحابہ کرام کی صحبت اختیار کی ان سے علم حاصل کیا اور خود صحابہ کرام نے ان کے علم و فضل کی گواہیاں دیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "اللہ کی قسم یہ ایک مفتی ہیں"، اور فرماتے تھے کہ: "تم سعید بن مسیب سے پوچھو، یہ صالحین کی صحبت میں رہے ہیں"، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی موجودگی میں فتوی دیا کرتے تھے، حبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عطا بن ابی رباح مکہ میں فتوی دینے کے لئے بیٹھا کرتے تھے، جب ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے سوالات پوچھے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مکہ والو! تم میرے پاس سوالات جمع کر کے لا رہے ہو جبکہ عطا بن ابی رباح تمہارے درمیان موجود ہیں؟

تابعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کی وجہ سے مشہور ہیں ، کھجور کے جس تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے جب حسن بصری رضی اللہ اس کے بارے اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے فراق میں رونے کے بارے میں گفتگو کرتے تو خود رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ: اے اللہ کے بندوں: کھجور کا تنہ فرطِ محبت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں روتا ہے حالانکہ تم رسول اللہ کی محبت و فراق میں رونے اور آپ کی ملاقات کے طلب گار ہونے کے زیادہ حق دار ہو، امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایوب سختیانی سے کب سماع کیا ہے تو آپ نے فرمایا: انہوں نے دو مرتبہ حج کیا اور میں بس انہیں ٹکٹکی لگا کر دیتا رہتا تھا اور ان سے سماع نہیں کرتا تھا اور جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو اس قدر روتے کہ میں کہتا کہ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ تابعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر عزت

وتوقیر کرتے تھے کہ وہ اچھی وضع قطع اور خوبصورت لباس پہنے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان نہیں کرتے تھے، اور تبع تابعین نے بھی اسی نہج پر تربیت پائی، ابو سلمہ خزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ جب حدیثِ رسول کا درس دینے کے لئے نکلنا چاہتے تو وضو فرماتے، اچھا لباس پہنتے، اور اپنی داڑھی کو کنگھی کرتے، اور جب ان سے اس بارے میں کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: میں اِس سے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہوں۔

اور بعض تابعین کا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا، جیسے کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جو اپنی والدہ کے فرمانبردار تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ان کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ وہ مستجاب الدعوات ہیں، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے اور ان کی والدہ بھی (زندہ) ہیں، تم اس کو کہنا کہ وہ تمہارے لئے دعائے استغفار کرے"، اور جب یمن کے لوگ آئے تو عمر رضی اللہ عنہ اویس قرنی کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کی ان سے ملاقات ہو گئی اور آپ نے ان سے کہا: تم میرے لئے دعائے استغفار کرو، انہوں نے کہا: تم اس بات کے زیادہ حق دار ہو کہ تم میرے لئے دعائے استغفار کرو، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو، عمر رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کے لئے دعائے استغفار کی۔

تابعین نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دین کا صحیح فہم حاصل کیا، امام حسن بصری جن کا شمار کبارِ تابعین میں ہوتا ہے، ان سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ مومن ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایمان کی دو قسم ہیں، اگر تو تم مجھ سے اللہ تعالی، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، جنت، روزِ حشر اور روزِ حساب کے بارے میں سوال کر رہے ہو تو میں مومن ہوں، اور اگر تم اللہ تعالی کے اس فرمان کے بارے میں سوال کر رہے ہو کہ

{إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَاناً وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ * الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ * أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقّاً} "پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالی کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں"۔ تو میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں، امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حسن بصری نے فوری طور پر اصل ایمان کو بیان کرنے میں کوئی توقف نہیں کیا بلکہ انہوں نے اس کامل ایمان کے بارے میں توقف کیا ہے جس کے حامل لوگوں سے اللہ تعالی نے جنت کا یہ وعدہ فرمایا ہے کہ: {لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ} "ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے"۔

اسی طرح انہوں نے دین میں آسانی، نرمی اور سہولت سیکھی اور اسے اپنی زندگیوں میں عملی طور پر نافذ کیا، سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک علم ثقہ شخص سے منقول رخصت ہے اور جبکہ سختی تو ہر کوئی اچھے طریقے سے کر رہا ہے، ازرق بن قیس بیان کرتے ہیں کہ: ہم اھواز کے مقام پر نہر کے کنارے تھے جس کا پانی خشک ہو گیا تھا، ابو برزہ اسلمی گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اپنے گھوڑے کو کھلا چھوڑ کر نماز پڑھنے لگے تو گھوڑا چلا پڑا انہوں نے اپنی نماز چھوڑ کر گھوڑے کا پیچھا کیا یہاں تک اس کو پکڑ لیا اور پھر واپس آکر اپنی نماز مکمل کی، ہمارے درمیان ایک شخص کہنے لگا کہ: اس شخص کو دیکھو اس نے گھوڑے کی خاطر اپنی نماز چھوڑ دی، ابو برزہ نے آکر کہا: جب سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں مجھ پر کسی نے سختی نہیں، اس نے

کہا: میرا گھر دور ہے اور اگر میں گھوڑے کو چھوڑ کر اپنی نماز مکمل کرتا تو میں رات تک اپنے اہل خانہ کے پاس نہ پہنچ سکتا، اس شخص نے یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے زیادہ آسان چیز کو اختیار فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو، خوشخبریاں سناؤ، نفرت پیدا نہ کرو، "، اور آپ کا فرمان ہے کہ: " جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے وہ اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال لی جاتی ہے وہ اس کو عیب دار بنا دیتی ہے "۔

اسی طرح انہوں نے رحمت، باہمی کفالت اور دوسرے کے احساس کو اپنی زندگیوں میں عملی طور پر نافذ کیا، علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ بہت سے غریبوں پر خفیہ طور پر خرچ کرتے تھے جس کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو وہ غریب اپنی کفالت کے ذمہ دار شخص سے محروم ہو گئے اور جب لوگوں نے آپ کو غسل دیا تو انہوں نے آپ کی کمر اور کندھوں پر اس تھیلے کے اثرات دیکھے جس میں آپ سامان اٹھا کر بیواؤں اور غریبوں کے گھروں تک پہنچاتے تھے اور سب لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہی وہ شخص ہے جو رات کی تاریکیوں میں غریبوں اور بیواؤں کے گھروں کھانے کا سامنا پہنچاتا تھا اور کہا گیا ہے کہ آپ مدینہ میں ایک سو گھرانوں کی کفالت کرتے تھے۔

اور یہ باہمی رحمت اور کفالت کا جذبہ صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کو شامل تھا، سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بصرہ میں اپنے گورنر کے نام خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: " اور تم اپنے ہاں ذمی لوگوں میں سے دیکھو کہ جس کی عمر زیادہ ہو گئی ہے، قوت جواب دے گئی ہے اور اس کے پاس ذرائع آمدنی نہیں ہے تو تم اس کے لئے بیت المال سے اتنا وظیفہ جاری کرو جس سے اس کے حالات زندگی بہتر ہو

جائیں"، سیدنا عمر بن عبد العزیز نے اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پیروی کی ہے کہ جب انہوں نے اہلِ کتاب میں سے ایک عمر رسیدہ شخص کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ: اگر ہم نے اس کی جوانی کو کھالیا اور بڑھاپے میں اس کو ضائع کر دیا تو ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہ کیا اور پھر آپ نے اس کے لئے بیت المال سے اس قدر وظیفہ جاری کیا جو اس کے کافی ہوتا، اسی طرح سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل حیرہ کے ساتھ صلح نامہ میں یہ بات لکھی کہ: "ہر وہ عمر رسیدہ شخص جس میں کام کرنے کی طاقت نہ ہو یا اس پر کوئی آفت آگئی ہو یا وہ امیر تھا اور غریب ہو گیا ہو میں نے اس کے لئے مسلمانوں کے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا"، اور یہ سب صحابہ اس چیز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے ہیں اور حقیقی دینِ اسلام کو عملی طور پر نافذ کر رہے ہیں، ارشاد باری ہے: {لا ينهاكم اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ} "جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالی تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالی تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

اور یہ رحمت صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ جانوروں اور پرندوں وغیرہ کو بھی شامل ہے سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے مصر میں اپنے گورنر کو خط لکھا جس میں وہ انہیں اونٹوں پر رحم کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "مجھے خبر ملی ہے کہ مصر میں سامان منتقل کرنے والے اونٹ ہیں، اور ایک اونٹ پر ایک ہزار رطل سامان لادا جاتا ہے پس جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچ جائے تو مجھے اس بات کا علم نہیں ہونا چاہیے کہ اونٹ پر چھ سو رطل سے زیادہ سامان لادا جاتا ہے"۔

آپ نے جانوروں پر رحم کرنے کا حکم دیا کہ نہ تو ان کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کیا جائے اور نہ ہی ان کو مارا جائے، اور انہوں نے یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے سیکھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالک کو فرمایا: "کیا تو اس چوپائے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے، اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اس کو بھوکا پیاسا رکھتا ہے اور ہمیشہ اس سے کام لیتا ہے"۔

برادرانِ اسلام!

تابعین کی زندگیوں کی سب سے نمایاں خوبی لوگوں کے ساتھ نرمی برتنا اور عاجزی وانکساری سے پیش آنا ہے، وہ لوگوں کے ساتھ معاملات میں سب سے زیادہ نرمی اور آسانی برتنے والے تھے، قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حسن بصری کے ہاں داخل ہوئے تو وہ سوئے ہوئے تھے اور ان کے سرہانے ایک ٹوکری تھی ہم نے اس کو کھینچا تو اس میں روٹی اور پھل تھا، ہم اسے کھانے لگے، وہ بیدار ہوئے تو ہمیں دیکھ کر خوش ہوئے اور مسکراتے ہوئے اللہ تعالی کا یہ فرمان پڑھنے لگے کہ: {أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ} "یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں"۔ جریر بن حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حسن بصری کے پاس تھے اور آدھا دن گزر گیا تھا، اس کے بیٹے نے کہا: شیخ صاحب کے پاس سے جلدی سے کوچ کر جاؤ تم نے ان کو مشقت میں ڈال دیا ہے انہوں نے نہ کھانا کھایا ہے اور نہ پانی پیا ہے، آپ نے فرمایا: تو ان کو چھوڑ دے، اللہ کی قسم ان کو دیکھنے سے بڑھ کر کوئی چیز میری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک کا باعث نہیں ہے۔

اس واقعہ میں اپنی ذاتی کی نفی اور لوگوں کے ہاں علم کی قدردانی، اس کا احترام اور اللہ کے دین کی قدر واہمیت کا سبق ملتا ہے اور اس واقعہ میں اس شخص کے لئے سبق ہے جو علم کے بغیر اللہ کے دین کو بیان کرنے کے لئے مسند پر بیٹھ کر خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ

تعالی علم کو لوگوں سے نہیں چھینے گا، لیکن علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھالے گا، حتی کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوال کیا جائے گا، وہ بغیر علم کے جواب دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے "۔

تابعین بعد والے آئمہ کرام کے لئے بہترین نمونہ تھے، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ جن کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے، ان سے ابو جعفر منصور رحمہ اللہ تعالی نے درخواست کی کہ میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کی تالیف کردہ کتاب " الموطأ" کے مختلف نسخے تیار کرنے کا حکم دوں اور مسلمانوں کے ہر شہر میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج کر انہیں حکم دوں کہ وہ اس کے مطابق عمل کریں اور اس کے علاوہ جو علم بھی ان کے پاس ہے اسے چھوڑ دیں، میرے خیال میں اصل علم اہلِ مدینہ کی روایات اور ان کا علم ہے، امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اے امیر المومنین ! تم یہ نہ کرو، لوگوں کے پاس مختلف اقوال پہنچ چکے ہیں، انہوں نے احادیث کی سماعت کی ہے، مختلف روایات کو روایت کیا ہے، اور ہر قوم کے پاس لوگوں کے مختلف اقوال میں سے جو علم پہنچا ہے انہوں نے اسے ہی مذہب اختیار کر کے اس کے مطابق عمل کیا ہے اور جس چیز کا وہ یقین کر چکے ہیں انہیں اس سے منع کرنا بہت مشکل ہے، ہر شہر کے لوگوں نے جو مذہب اختیار کیا ہے آپ انہیں اس پر چھوڑ دیں، ابو جعفر منصور نے کہا: اللہ کی قسم، اگر تم اس کام میں میرے ساتھ موافق ہوتے تو میں اس کا حکم دے دیتا۔

تابعین اس قدر کریم الطبع اور علم و فہم کے مالک تھے کہ ایک دفعہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ اس کے شاگرد یونس بن عبد الاعلی کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو گیا اور یونس غصے کی حالت میں اٹھ کر چلا گیا، جب رات ہوئی تو یونس نے اپنے گھر کے دروازے پر دستک کی آواز سنی، انہوں نے پوچھا دروازے پر کون ہے ؟ دستک دینے والے نے جواب دیا محمد بن ادریس، یونس نے کہا: میں نے امام شافعی کے سوا ہر شخص کے بارے میں سوچا جس کا

نام محمد بن ادریس ہے، اور جب میں نے دروازہ کھولا تو میں نے اچانک امام شافعی کو اپنے سامنے پایا، امام شافعی نے کہا: اے یونس، سینکڑوں مسائل ہمیں ایک ساتھ رکھتے ہیں اور ایک مسئلہ ہمیں جدا کر رہا ہے ؟ اے یونس، ہر اختلاف میں جیتنے کی کوشش نہ کر، بعض اوقات دلوں کا جیتنا اپنے موقف کو جیتنے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے، اے یونس، دوستی کا جو پل تم تعمیر کر کے عبور کر چکے ہو اسے مت گراؤ، ہو سکتا ہے تمہیں کسی دن واپس لوٹنا پڑے، ہمیشہ غلطی سے نفرت کرو، غلطی کرنے والے سے نفرت نہ کرو، گناہ سے مکمل نفرت کرو، لیکن گناہ گار کو معاف کرو اور اس سے رحمدلی سے پیش آؤ، اے یونس، بات پر اعتراض کرو لیکن بات کرنے والے کا احترام کرو، ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم بیماری کو ختم کریں نہ کہ بیماروں کو ختم کریں۔ اللہ تعالی رحم فرمائے امام شافعی پر انہوں نے کیا خوب کہا ہے کہ:

میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں جبکہ میں ان میں سے نہیں ہوں شاید مجھے ان کی شفاعت نصیب ہو جائے، اور میں اس شخص سے نفرت کرتا ہوں جس کا سارا دھندہ ہی گناہ ہیں اگرچہ ہم سب اس سامان میں برابر ہیں۔

ہمارے علمائے کرام بھی اسی نہج پر چلے ہیں اور وہ دین اسلام کی امانت اٹھانے، دین کا صحیح فہم حاصل کرنے، اس کے اخلاق سے مزین ہونے اور حکمت عملی اور اچھی نصیحت کے ذریعے اس کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں بہترین نمونہ ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں

یہی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔ آمین